۱۸۲ ۳۱/۲/۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۳/۳۸

دارالافتاء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ان مسائل کے بارے میں کہ سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب کے بعض علاقوں میں ایک رسم "کاروکاری" کے نام سے مروج ہے۔ جس میں عورت کا شوہر کسی غیر مرد سے بیوی کے جنسی تعلقات (زنا) ہونے یا جنسی تعلقات کے شبہ کے بنا پر لفظ "کاری" کہہ کر گھر سے نکال دیتا ہے۔

لفظ "کاری" کے معنیٰ اردو زبان میں سیاہ کے ہیں۔ یہ لفظ عورت کے کسی غیر مرد کے ساتھ عین زنا یا شبہ زنا کی بنا پر بولا جاتا ہے۔ (جبکہ یہ لفظ "کاری" بعض علاقوں کے عرف میں گالی کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے)۔

جس مرد وعورت پر کارو کاری کا الزام لگایا جاتا ہے اس مرد وعورت کو حتی الامکان قتل کردیا جاتا ہے، جن کو بغیر نماز جنازہ اور کفن ودفن کے کسی گڑھے یا دریا میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر وہ قتل سے بچ جائیں تو پھر یہ معاملہ علاقائی جرگہ کے پاس چلا جاتا ہے، جس میں ایک یا ایک سے زائد سردار ورئیس شریک ہوتے ہیں۔

بسا اوقات یہ جرگہ اسی لفظ "کاری" کو طلاق کے قائم مقام بنا کر عورت کو شوہر سے علیحدہ کردیتا ہے اور عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اور بعض علاقوں میں اس لفظ "کاری" کو طلاق کے قائم مقام نہیں سمجھا جاتا بلکہ علیحدگی کی صورت میں شوہر سے مستقل طور پر صریح الفاظ طلاق کہلوا کر عورت کو شوہر سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

نیز جرگہ کبھی ملزمہ کو بری کردیتا ہے، اور اس صورت میں شوہر ملزمہ کو دوبارہ بغیر نئے نکاح کے بیوی کی حیثیت سے اپنے پاس رکھ لیتا ہے، اور کبھی جرگہ مرد وعورت کو مجرم ٹھراتا ہے (اگرچہ ثبوت جرم زنا میں شرعی طریقہ کو مدنظر نہیں رکھا جاتا) جس کا حل دو طرح سے کیا جاتا ہے۔

۱۔ ملزمہ عورت کے سسرال والے مرد کے خاندان سے بعوض جرم لڑکی نکاح میں لیتے ہیں۔ جس کا نکاح وہ اپنی مرضی سے اپنے خاندان کے کسی بھی فرد سے کردیتے ہیں۔

۲۔ ملزم کے قبیلہ سے بھاری مالی جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جو ملزمہ کے سسرال کو بعوض جرم دیا جاتا ہے، اور مقرر حصہ سردار کو بھی دیا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اس مذکورہ تفصیل کے بعد مندرجہ بالا رسم کے متعلق چند پیچیدہ مسائل کا شرعی حل مطلوب ہے:۔

۱۔ حالت غضب میں شوہر کا بیوی کو لفظ" کاری" کہہ کر گھر سے نکال دینا طلاق ہے یا قذف؟

۲۔ اگر یہ لفظ طلاق ہے تو طلاق صریح ہوگی یا کنایہ عن الطلاق؟ اور اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی یا طلاق بائنہ؟

۳۔ مذکورہ الزام کے عدم ثبوت پر شوہر کا اس عورت کو نئے نکاح کئے بغیر بیوی کی حیثیت سے اپنے پاس رکھنا کیسا ہے؟

۴۔ اگر شوہر بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ عین زنا کی حالت میں دیکھے تو ایسے شوہر کے لئے شرعا" کیا حکم ہے؟ آیا وہ اس زانی مرد اور بیوی کو قتل کر سکتا ہے یا نہیں؟ قتل کرنے کی صورت میں شوہر پر شرعا" کوئی سزا ہوگی یا نہیں؟

۵۔ موجودہ دور میں جبکہ سرکاری عدالتیں اور قانون موجود ہے تو مذکورہ جرگہ و پنچایئت کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ آیا انکو اس طرح کے معاملات کے فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں، اور ان کے کئے ہوئے فیصلہ پر عمل کرنا لازم ہوگا یا نہیں؟

۶۔ جرگہ کا جرم ثابت کرنے کی صورت میں مجرم مرد کے خاندان سے کسی لڑکی کو جرم کا عوض بنا کر نکاح کرانا شرعا" کیسا ہے؟

۷۔ ملزم کے خاندان سے مالی جرمانہ وصول کرنا شرعا" جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اس جرمانہ کا مصرف کیا ہوگا؟

۸۔ جہاں ملزم مرد و عورت کو بغیر نماز جنازہ اور کفن و دفن کے گڑھے وغیرہ میں ڈال دیا جائے تو علاقہ والوں اور رشتہ داروں پر شرعا" کیا لازم ہوگا؟

ازراہ کرم ان مسائل کا مدلل مفصل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جزاک اللہ خیرا"۔

المستفتی!

منیر احمد سندھی

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

فون نمبر: 0300-2532637

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ شریعت میں زنا کے ثبوت کے لئے بہت سخت وکڑی شرائط ہیں اور جب زنا اپنی شرائط سمیت ثابت ہوجائے تو اس کی سزا بھی اور
ادینے والے بھی شریعت میں مقرر ہیں، اسی طرح جب کسی سے جنسی تعلقات ہوں یا اس کا شبہ ہو تو اس کے ثبوت کے بعد اس کی سزا بھی شریعت میں
ی مقرر ہے، لہٰذا محض شبہ کی بناء پر کسی کا اپنی بیوی کو "کاری" کہہ کر گھر سے نکال دینا ہرگز جائز نہیں، نیز محض الزام کی وجہ سے مرد وعورت کو قتل کردینا
ر بغیر کفن ودفن اور جنازے کے کسی گڑھے میں پھینک دینا یا دریا میں ڈال دینا قطعاً ناجائز ہے، یہ ظلم اور جہالت ہے، جس پر توبہ واستغفار اور اصلاح
مال از حد ضروری ہے۔

علاقائی جرگے (جو دین وشریعت سے بیزار اور ناواقف ہوں) کے غیر شرعی فیصلے کسی حال میں قابل قبول نہیں ہوں گے، لہٰذا جرگہ والوں کا کسی
ے لئے اس "کاری" لفظ کے استعمال پر طلاق کا فیصلہ کرنا اور کسی کے لئے فیصلہ نہ کرنا ایک غیر شرعی طریقہ ہے، اور اسی طرح جرگے والوں کے بری کر
ینے کی صورت میں شوہر کا اپنی بیوی کو علی الاطلاق اپنے پاس رکھنا درست نہیں۔

اس کے علاوہ ذکر کردہ جرگے کے اور فیصلے بھی غیر شرعی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اگر کبھی ایسے حالات پیش آجائیں تو "حَکَم" مقرر کر
ے (جس میں پختہ اہل علم، فقہی بصیرت رکھنے والے علماء کرام اور علاقے کے سربرآوردہ حضرات شامل ہوں) سے شرعی گواہوں کی موجودگی میں فیصلہ کروا
ر عمل کیا جائے،

مذکورہ تفصیل کے بعد اپنے دریافت کردہ سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

) جن علاقوں میں لفظ "کاری" کو طلاق کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے وہاں اگر کسی نے حالت غضب میں طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا تو اس سے
یک طلاق کنایہ یعنی طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

) الزام لگانے سے قطع نظر اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا تو نیا نکاح کئے بغیر بیوی کو اپنے پاس رکھنا ٹھیک نہیں، اور اگر طلاق کی نیت سے
یں کہا تو ان کا نکاح باقی ہے، اسے ہی رکھنا ٹھیک ہے۔

) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو عین حالت زنا میں دیکھا اور اسے پختہ یقین ہو کہ اس فعل میں اس کی رضامندی شامل ہے اور اس نے اپنی بیوی یا
ونوں کو اسی مجلس میں جذبات وغصے سے مغلوب ہوکر تعزیراً قتل کردیا تو شرعاً اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، البتہ قضاءً قصاص کے مطالبہ کئے جانے کی
ورت میں اس زنا کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔

) جرگہ جب دینی وفقہی سمجھ بوجھ رکھنے والے علماء پر مشتمل ہو اور وہ کسی کے لئے صلح کروائیں یا تعزیر وغیرہ کا فیصلہ کریں تو اس فیصلہ کو قبول کیا جائے
، اور اگر جرگہ کا فیصلہ خلافِ شرع ہو یا جرگہ قصاص وغیرہ کا فیصلہ کردے تو یہ فیصلہ شرعاً قابل قبول نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا۔

) اس قسم کے معاملات میں جرم ثابت ہو یا نہ ہو، بہر صورت لڑکی کو عوضِ جرم بنانا جائز نہیں ہے، اس میں میاں بیوی کی حق تلفی ہے، البتہ اگر اس
ح بطور عوض کسی لڑکی کا نکاح کردیا گیا تو اگر نکاح صحیح ہونے کی شرائط پائی گئیں تو نکاح تو منعقد ہوجائے گا لیکن عوض کی شرط باطل ہوگی۔

) اس طرح جرگے والوں کا کسی جرم میں کسی کے لئے مالی معاوضہ کا فیصلہ کرنا قرآن وحدیث وفقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق قطعاً ناجائز ہے،
کا ترک بھی لازم ہے۔

) مسلمان میت چاہے کتنے بڑے سے بڑے گنہگار کی ہی کیوں نہ ہو، اس کی بے حرمتی کرنا، اس کو غسل، کفن ودفن یا نماز جنازہ پڑھے بغیر پھینک

Scanned by CamScanner

دینا ہرگز جائز نہیں، میت کے ساتھ کئے جانے والے تمام معاملات ہر مسلم میت کے ساتھ کئے جائیں گے، البتہ اگر علاقے کے علماء کرام وغیرہ نماز جنازہ نہ پڑھیں تو حرج نہیں۔

الكنايات(لا تطلق بها)قضاءً(إلا بنيةأو دلالة الحال)وهي حالة مذاكرة الطلاق أو الغضب، فالحالات ثلاث:رضا و غضب و مذاكرة،والكنايات ثلاث:ما يحتمل الرد،أو ما يصلح للسب،أو لا ولا.........(ونحو خلية،برية،حرام،بائن)ومرادفها كبتة،بتلة(يصلح سباً....ففي حالة الرضا)أي: غير الغضب والمذاكرة(تتوقف الأقسام)الثلاثة تأثيراً(على نية)للاحتمال،والقول له بيمينه في عدم النية،ويكفي تحليفها له في منزله....(وفي الغضب)توقف(الأولان)إن نوى وقع وإلا لا.

(التنوير مع الدر المختار، كتاب الطلاق،باب الكنايات: ٤/٥١٤-٥٢١،دارالمعرفة،بيروت)

(البحر الرائق، كتاب الطلاق،باب الكنايات في الطلاق: ٣/٥٢٥،دار الكتب العلمية)

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق،الفصل الخامس في الكنايات: ١/٣٧٥،رشيدية)

(حاشية الطحطاوي على الدر، كتاب الطلاق،باب الكنايات: ٢/١٣٣،دارالمعرفة)

ذكر الهندواني:"وجد مع امرأته رجلاً إن كان ينزجربالصياح وبمادون السلاح لايحل قتله وإن كان لاينزجرإلاّ بالقتل حل قتله وإن طاوعت حل قتلها أيضاً وهذانصّ على أن التعزير والقتل يليه غير المحتسب أيضاً وكذلک وجدنا رواية عن الإمام الثاني في المنتقى في المسألة كما ذكرنا ونص أئمة خوارزم أن إقامةالتعزيرحال ارتكاب الفاحشة يجوز لكل أحد فإن كاشف العورة، يأمره كل أحد بالستر ولوبالعنف ويضرب كاشف الفخذ لاالركبة وبعدالفراغ لايوفيه إلاالحاكم، وعلى هذا لورأى مسلماً يزني يحل له قتله، وإنما يمتنع لأنه لايصدق فيذلک لأنه زنا".

(الفتاوى البزازية على هامش الهندية، كتاب الحدود،٦/٤٣٠،رشيدية)

(حاشية ابن عابدين، كتاب الحدود،مطلب:يكون التعزيربالقتل،٦/٩٩-١٠١،دارالمعرفة)

"(هوتوليةالخصمين حاكماً يحكم بينهما.....وشرطه من جهةالمحكِم،العقل لاالحرية والإسلام.....ومن جهةالمحكَم صلاحيته للقضاء).....(حكمارجلاً.....فحكم بينهما ببينة أوإقرار أونكول)ورضيا بحكمه(صح لوفيغيرحد وقود ودية عاقلة)الأصل أن حكم المحكم بمنزلة الصلح، وهذه لاتجوز بالصلح فلاتجوز بالتحكيم".

(الدرمع الرد، كتاب القضاء،باب التحكيم:٨/١٤٠-١٤٢،دارالمعرفة)

ليس لقاضي الرستاق أوفقيهه أوالمتفقهة أوأئمةالمساجد إقامة حدالشرب إلابتولية الإمام.

(حاشية ابن عابدين، كتاب الحدود،باب حدّ الشرب المحرّم: ٢/٦٣،رشيدية)

ولم يصح حكمه في الحدود والقصاص لأن تحكيمهابمنزلة صلحهما ولا يملكان دمهما كذا لاياح بالإباحة، وكذا لاولاية لهما على العاقلة فلاينفذ حكمه عليها ولا على القاتل بالدية وحده لمخالفة النص فكان باطلاً.

(البحر الرائق، كتاب الحوالة،باب التحكيم:٧/٤٣،دارالكتب العلمية)

كل ما يصلح أن يكون صداقاًفي النكاح يصلح أن يكون عوضاً في الصلح عن القصاص لأنه مال

Scanned by CamScanner

يستحق عوضاً عما ليس بمال العقد.......ولو قطع رجل يد رجل عمداً فصالحه على خمر أو خنزير أوعلى حر وهو يعرفه فهو عفو ولا شيء للمقطوعة يده لأنه أسقط حقه بغير عوض فالخمر والخنزير والحر ليس بمال متقوم فلا يكون هو باشتراطه طالباًللعوض عن إسقاط القود ولم يصر مغروراًمن جهة القاطع فلا يرجع عليه بشيء.

(المبسوط للسرخسي، كتاب الكفالة،باب الصلح في الجنايات: ١٠/٢١، ١١، المكتبة الحبيبة)

نفس المرأة لا يصلح للصداق إجماعاً فالمعنى أنه تزوجها بلا مهر وفيه (أي:في شرح المسلم) أيضاً: واختلف العلماء في من اعتق أمته على أن تتزوج به ويكون عتقها صداقها.فقال الجمهور لا يلزمها أن تتزوج به ولا يصلح هذا الشرط،وممن قال مالك والشافعي وأبو حنيفة ومحمد بن الحسن وزفر.قلت: والوجه أن الإعتاق ليس بمال يسلم إلى المرأة ولا بد في المهر من ذلك وإنما هو فعل يحصل به حق الحرية ،فافهم.(إعلاء السنن،كتاب النكاح ،باب استحباب تعجيل شيء من المهر : ١١/٨٨،إدارةالقرآن).

(حاشية ابن عابدين، كتاب النكاح ،مطلب نكاح الشغار: ٢٢٨/٤،دارالمعرفة،بيروت)

التعزير......(لا بأخذ المال في المذهب)بحر،وفيه عن البزازية،وقيل يجوز.وفي الرد:قوله(فيه) أي:في البحر،حيث قال :وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذالمال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم بنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذلا يجوزلأحد بغير سبب شرعي.

(الدرمع الرد،كتاب الحدود،باب في التعزير: ٩٦/٦،دارالمعرفة).

(الفتاوى العالمگيرية،كتاب الحدود،فصل في التعزير: ١٦٧/٢،رشيدية).

(البحرالرائق،كتاب الحدود،فصل في التعزير: ٦٨/٥،دار الكتب العلمية).

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال:قال رسول الله ﷺ:"للمؤمن على المؤمن ست خصال:يعوده إذا مرض،يشهده إذامات، ويجيبه إذادعاه، وسلم عليه إذالقيه، ويشمته إذاعطس، وينصح له إذاغاب أوشهد".

(مشكوةالمصابيح: كتاب الآداب،باب السلام،الفصل الأول،رقم :٤٦٢٨، ١٦١/٣، دارالكتب العلمية)

عن أبي النعمان رضي الله عنه:أن رسول الله ﷺ صلّى على ولد الزنى وعلى أمّه،ماتت في نفسها.

(المصنف لابن أبي شيبة: كتاب الجنائز، رقم الحديث: ١١٩٨٢، المجلس العلمي)

(فتح القدير: كتاب الحدود،٢١٤/٥،رشيدية،جديد)فقط.

واللّٰه تعالىٰ أعلم بالصواب

كتبه

محمدراشدڈسكوي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية،بكراتشي.

٤/٢/١٤٣١ هج

الجواب صحيح

الجواب صحيح

٢٥/٤/٣١ ١٤هـ